

## دور حاضر میں دین اسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے کا آسان طریقہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ کریم

بے شک اسلام ایک امن پسند، سچا، پیارا، کامل و اکمل، انتہائی تیزی کے ساتھ پھیلنے والا اللہ رب العزت کا محبوب و پسندیدہ، واحد عالمگیر مذہب ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اس کے مانے اور چاہئے والوں کے لیے بہترین اصول و ضوابط اور شاندار ہدایات موجود ہیں جس شاہراہ ہدایت پر چل کر اپنی دنیاوی زندگی کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: وَاعْتَصُمُوا بِجَبَلِ الْيَجْمَعِ يَعْمَلُوا تَفَرُّقًا وَلَا تَفَرُّقُوا إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَفَلَمْ يَأْتِكُمْ فَلَصْبَحُتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْرَاجًا كُنْتُمْ عَلَى شَفَافِ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتَهُ لَعْلَكُمْ تَهْتَدُونَ (۱۰۳)

ترجمہ: اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تحام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کر دیا اپس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اللہ تم سے یوں ہی اپنی آئیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ "حبل اللہ کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حبل اللہ سے جماعت

مراد ہے (معجم الكبیر ۶۴ الحدیث)

اور فرمایا کہ تم جماعت کو لازم کر لو کہ وہ حبل اللہ ہے جس کو مضبوط تحام نے کا حکم دیا گیا ہے (معجم الكبیر الحدیث)

**نوٹ:** یہ بات یاد رہے کہ جماعت سے مراد مسلمانوں کی اکثریت ہے یہ نہیں کہ تین آدمی مل کر جماعت المسلمين نام رکھ لیں اور بولے کے قرآن نے ہمارے ٹولی میں داخل ہونے کا کہا ہے اعوذ بالله من جهل الجahلیyah میں جاہلوں کی جہالت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور جماعت سے وابستگی ہی ایمان کے بچاؤ کی ضمانت ہے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث مقدسہ میں صالح اور صحیح العقیدہ جماعت میں شمولیت کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ولایت کے حصول کے متزاد ف قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لا يجمع اللہ هذه الأمة على الفضالة ابداً . و يد اللہ على الجماعة. فاتبعوا السواد الأعظم، فإنه من شذ، شذ في النار. (حاکم المستدرک علی الصحیحین)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکھٹا نہیں فرمائے گا اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہوتا ہے پس سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جو اس جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ آگ میں ڈال دیا جاتا ہے اس جیسی متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور فتن میں ایمان کے تحفظ کے لئے جماعت میں شمولیت کو ضروری قرار دیا ہے اور وہ جماعت جماعت الہست والجماعت ہے جو مانا علیہ واصحابی کی شاہراہ ہدایت پر گامزن ہے۔

استقامت فی الدین:

اللَّهُرَبُ الْعَزْتُ نَفِرَ قُرْآنَ كَرِيمَ مِنْ ارْشَادِ فِرْمَايَزَنَ.<sup>۲۰</sup> الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ تُمَّرٌ لَسْتَقَامُوا إِنَّنَّمُ عَلَيْهِمُ الْمِلْكَةُ لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ لَتَمَكُّنُتُ تُوعَدُونَ

**ترجمہ:** بیشک جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

### استقامت کے معنی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ تُمَّرٌ لَسْتَقَامُوا"  
پھر آپ نے فرمایا: لوگوں نے یہ کہا، یعنی ہمارا رب اللہ ہے، پھر ان میں سے اکثر کافر ہو گئے۔ تو جو شخص اسی قول (کہ ہمارا رب اللہ ہے) پر ڈھارہ حتیٰ کہ مر گیا، وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اس قول پر ثابت قدم رہے۔ (ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة حم السجدة، ۵/۱۶۸، الحدیث: ۳۲۶۱)

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ، مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتائیے کہ میں آپ کے بعد کسی اور سے (اس بارے میں) سوال نہ کروں۔ ارشاد فرمایا "تم کہو: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، پھر اس (اقرار) پر ثابت قدم رہو۔" (مسلم، کتاب الایمان، باب جمیع اوصاف الاسلام، ص ۳۰، الحدیث: ۲۲۶۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا: استقامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ امر و نہی (یعنی احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے) پر قائم رہے اور لومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کر کے راہ فرار اختیار نہ کرے۔

حضرت عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ عمل میں اخلاص پیدا کرے۔

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وَجْهُهُ الْكَرِيمُ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ فرائض (کوپاپندي کے ساتھ) ادا کرے۔ خازن، فصلت، تحت الایہ: ۸۵ / ۳۰۰

ان تمام مذکورہ احادیث و اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے پر ثابت قدم رہے۔

### استقامت فی الدین کے لئے لازم امور:

#### نمبر 1: تعلق باللہ:

تعلق باللہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے خاص وابستگی نسبت بندگی کی سچائی اور اس محبت کے والہانہ پن کا نام ہے جو بندہ ہونے کے ناتے ہر مسلمان کے دل میں اپنے خالق اور معبد حقيقة کے لئے ہونا چاہئے اور یہ تعلق بندگی ہی ہے جس کی وجہ سے انسان اشرف الخلوقات کہا گیا ہے یہ نسبت جس قدر محکم اور پختہ ہو گی اسی طرح اس کا مقام و مرتبہ بھی بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور بندگی کا تقاضا ہی یہی ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے مالک کے حضور سر اپانیا ز بن کر

رہیں اور اس کے حکم کے آگے چوں نہ کرے اور اسی کی حقیقت کو قرآن مجید نے واضح الفاظ میں بیان کیا: ﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنََّ وَالْإِنْسََ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ﴾ (۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ تاکہ ان کا بنیادی تعلق بہر حال اللہ ہی سے رہے زندگی کا مقصد بہر حال یہی ہے اور اس مقصد کو بجا لانے میں انسان کا اپنا فائدہ ہے امت مسلمہ کو بالخصوص اس آیت مبارکہ کے ذریعہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سے اپنے اس تعلق کو اپنی نگاہوں سے او جھل نہ ہونے دے اور کبھی اس مقصد سے غافل نہ ہونے پائے۔

نمبر 2: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اور اسوہ سے پختہ تعلق۔

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ نَفَرَ إِلَيْهِ مِنْ أَنْشَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ ۚ كُنْتُ تَحْبُّهُنَّ يُحِبُّنِي إِنَّمَا يُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبُكُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ<sup>۶۹</sup>

رَحِيمٌ<sup>۷۰</sup> (۳۱)

ترجمہ: اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ مخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ایک مسلمان کے لئے ایمان کی بنیاد ہے بلکہ مسلمان کا ایمان بھی اسی وقت کامل ہوتا ہے کہ جب وہ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز سے زیادہ عزیز اور پیارا جانے، ایک مومن کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا معیار اور پیکانہ کیا ہو ناچا ہے اس امر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ارشادات عالیہ کی روشنی میں واضح فرمادیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مَنْ وَلَدَهُ، وَوَالِدُهُ، وَالنَّاسُ أَجْمَعُونَ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

محبت رسول ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کی وارفتگی:

عَنْ هَنْدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ لَهُدُوكُمْ هَنَّ أَكْفُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مَنْ وَالِدُهُ وَوَلَدُهُ وَالنَّسْلُ جَمِيعُهُ . (مُتَّقَ عَلَيْهِ) بخاری، کتاب الإیمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الإیمان، 1/14، الرقم: 15.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد (یعنی والدین)، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب ترنہ ہو جاؤں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَشَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ، وَهُوَ لَخَذُ يَبْدُعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ ، فَقَلَ لَهُ عُمَرُ : يَارَسُوْلَ اللَّهِ لَا نَتَ أَحَبُّ لِي مِنْ لَهُ شَيْءٌ إِلَّا مَنْ نَفْسِي ، فَقَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، هَنَّ أَكْفُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مَنْ نَفْسِكَ .

فَقَلَ لَهُ عُمَرُ : فَإِنَّهُ الْأَنَّ ، وَاللَّهُ لَا نَتَ أَحَبُّ لِي مِنْ نَفْسِي ، فَقَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : الْأَنَّ يَأْمُرُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ . (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأيمان، والنذور، باب كيف كانت يمين النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 6/2445، الرقم: 6257).

حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یار رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یار رسول اللہ!) اللہ! (بِ الْعَزَّةِ) کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اب (تمہاری محبت کامل ہوئی) ہے۔

ایک بار امیر المومنین امام المتقین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی محبت کرتے ہیں تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: ﴿كَمَنْ أَعْلَمُ بِأَهْلِنَا وَلَا دِنَّا وَأَبَيَّنَلَوْا مِمَّا تَنَوَّمَ مِنَ الْمَاءِ الْبَلْدَةِ عَلَى اطْلَمَاءِ خَدَّا كَيْ قُسْمٌ! حُضُورُ عَلِيٍّ الصلوٰۃُ وَالسَّلَامُ همارے مال، ہماری اولاد، ہمارے باپ، ہماری ماں اور سخت پیاس کے وقت ٹھہرے پانی سے بھی بڑھ کر ہمارے نزدیک محبوب ہیں۔ (اشقاء، لفظ الثانی، الباب الثانی، فصل فیماروی عن السلف)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال عشق رسول کا اندازہ صلحِ حدیبیہ کے اس واقعے سے بھی ہوتا ہے کہ جب نبیٰ اکرم، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ لکھنے کے لیے حضرت سیدنا علیٰ المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو حکم فرمایا، معاہدے کی شرائط لکھوائے کے بعد آپ علیٰ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا لکھوائے اماماً قاضی علیٰ یہ مدرس سول حملہ اللہ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ اللہ عزوجلیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کا فیصلہ کیا۔ یہ سن کر مشرکین میں سے ایک سعیہ بن عمرو بولا: اگر ہم آپ کو اللہ عزوجلیٰ کا رسول مانچتی یہ اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی جنگ کرتے ہلذا ”محمد رسول اللہ“ کے بجائے ”محمد بن عبد اللہ“ لکھتے تو پیارے آقا صلی اللہ علیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں اور محمد رسول اللہ بھی ہوں۔ پھر آپ علیٰ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَسَيِّدُنَا عَلَى الْمُرْتَضَى۔ کرم اللہ تعالیٰ وَجْهَهُ الْكَرِيمُ کو فرمایا: کہ (لفظ) ”محمد رسول اللہ“ مٹا دو اور اس جگہ ”محمد بن عبد اللہ“ لکھ دو۔ سیدنا علیٰ الْمُصَمِّرَ - اللہ تعالیٰ علیٰ عزوجلیٰ نے عرض کی: یہ رسول اللہ! میں آپ کا نام نامی اسم گرامی ہرگز نہیں مٹا سکتا، تو پیارے آقا صلی اللہ علیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ معاہدہ لیا اور خود اس پر (لفظ) سو لا اللہ مٹا کر) محمد بن عبد اللہ تحریر فرمادیا۔ (صحیح البخاری، کتب الصُّلُحُ، باب کیف یکت حذما صاحب۔ الخ، ج ۲/ ۲۱۲، الحدیث: ۲۵۹۹)

لہذا محبت رسول اور طریقہ رسول ہی استقامت فی الدین اور ہماری کامیابی کا زینہ ہے لہذا ضرورت ہے کہ ہم مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں آفا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رجحانات و خیالات کو سو فیصد اپنائے کی <sup>سفلی</sup> اور کوشش کریں۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کی عظمت و محبت ہمارے دلوں میں ہوں آپ کی تعلیمات اور طریقہ ہر ہر چیز پر مقدم ہو بڑی سے بڑی خواہش کی اس کے سامنے کوئی وقعت اور حیثیت نہ ہو پھر لکیا ہے۔

کی محمد سے وفات نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

### نمبر 3: محبت اہل بیت:

استقامت فی الدین کی تیسری لازمی چیز ہے محبت اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس لیے کہ محبت اہل بیت کرام تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے ان کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوتا ہے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُنْهَا عَنْكُمُ الرِّجْنَ أَهْلَ الْبَيْتَ وَ طَهْرَكُمْ ظَهِيرًا﴾ (۳۴)

ترجمہ: اے بنی کے گھروالو! اللہ تو یہیں چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف سفر اکر دے۔ اور اللہ کے بنی مصطفیٰ جانے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ ان کا لحاظ رکھنے اور ان کی عزت و تکریم کی تلقین فرمائی محبت و عظمت اہل بیت کے بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

حضور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّمَا تَكُونُ مَسْكُونَ بِهِ لَنْ تَفْلُو بَعْدِهِ أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ﴾ کتاب اللہ، حُلُّ ممدودٌ من السّحَماء إِلَى الْأَرْضِ، وَعَتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرْدَأُ عَلَيْهِ الْحَضْنَ، فَانظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِما﴾ ترجمہ: میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔

نمبر 1: اللہ کی کتاب کہ آسمان سے زمین تک دراز رہی ہے نمبر 2: اور میری اولاد یعنی اہل بیت یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کو ثرپر آکر ملے لہذا دیکھنا یہ ہے کہ تم لوگ میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔

سنن ترمذی ابواب المناقب، میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَحَبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ بِهِ مِنْ نَعْمَةٍ، وَأَحَبُّوْنِي لَحْبُ اللَّهِ، وَأَحَبُّوْا أَهْلَ بَيْتِي لَحْبِي. رواه الترمذی.

ترجمہ: جو نعمت اللہ تعالیٰ تمہیں دے رہا ہے اس کے سبب اس سے محبت رکھو اور مجھ سے محبت اہلی کے سبب محبت رکھو اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ارقبوا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اہل بیتہ۔

ترجمہ: اے لوگوں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو یعنی ان سے سلوک میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھو اور انھیں تکلیف نہ پہنچاؤ۔

حضرت سیدنا مطلب بن ربیعہ ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک بار شعر۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے میں بھی اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ما اغصپت آپ غصے میں کیوں ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی عجیب حالت ہے جب آپس میں ملتے ہیں تو خوشی خوشی ملتے ہیں لیکن جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں تو ان کی حالت بھی غیر ہو جاتی ہے راوی فرماتے ہیں

کہ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آگئے یہاں تک کہ چہرہ انور سرخ ہو گیا پھر مصطفیٰ جانے رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والذی نفسي بیدو، لا يدخل قلبَ رجلِ الإیمانُ حقْ چُحیٰ کم اللہ و لرسولِہ۔

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ اور رسول کی خاطر اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔

دورِ صحابہ سے لے کر آج تک اُمتِ مسلمہ اہل بیت سے محبت رکھتی ہے، چھوٹے بڑے سبھی اہل بیت سے محبت کا دام بھرتے ہیں۔

حضرت علامہ عبد الراءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوئی بھی امام یا مجتهد ایسا نہیں گزرا جس نے اہل بیت کی محبت سے بڑا حصہ اور مجاہد یا فخر نہ پایا ہو۔ (فیض القدیر، ج 1، ص 256)

حضرت علامہ یوسف بن اسما عیل بہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب اُمت کے ان پیشواؤں کا یہ طریقہ ہے تو کسی بھی مومن کو لائق نہیں کہ ان سے پیچھے رہے۔ (الشرف المؤبد لآل محمد، ص 94)

تفسیر خزانُ العرفان میں ہے: حضور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی محبت اور آپ کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔ (خزانُ العرفان، پ 25، الشوریٰ، تحت الآیہ: 23، ص 894)

### صحابہؓ کرام کا حضرت عباس کی تعظیم و توقیر کرنا:

صحابہؓ کرام علیہم الرضا و حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر بجالاتے، آپ کے لئے کھڑے ہو جاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں کا بو سے لیتے، مشاورت کرتے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ (تہذیب الاساء، ج 1، ص 244، تاریخ ابن عساکر، ج 26، ص 372)

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں تشریف لاتے تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بطورِ احترام آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ (جم کبیر، ج 10، ص 285، حدیث: 10675)

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہیں پیدل جا رہے ہوتے اور حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان ذوالرین رضی اللہ عنہما حالت سواری میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو بطورِ تعظیم سواری سے یونچے اُتر جاتے یہاں تک کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر جاتے۔ (الاستیعاب، ج 2، ص 360)

### سیدنا صدیق اکبر کی اہل بیت سے محبت:

ایک موقع پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل بیت کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے شتبہ۔ داروں کے ساتھ حُسن سُلوك کرنا مجھے اپنے شتبہ۔ داروں سے صلد رحمی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ (بخاری، ج 2، ص 438، حدیث: 3712)

ایک بار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو۔ (سابقہ حوالہ، حدیث: 3713)

امام حَسْنَ کو کندھے پر بُھایا:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، پھر آپ اور حضرت علیؓ رتفعؓ کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ کھڑے ہو کر چل دیئے، راستے میں حضرت حسن کو بچوں کے ساتھ کھلتے ہوئے دیکھا تو حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھایا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان! حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے ہم شکل ہو، حضرت علیؓ کے نہیں۔ اس وقت حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ مُسْكِرَہ ہے تھے۔ (سنن الکبیری للفسانی، ج ۵، ص ۴۸، حدیث: ۸۱۶)

**سیدنا فارق اعظم کی اہل بیت سے محبت:**

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو فرمایا: اے فاطمہ! اللہ کی قسم! آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کا محبوب نہیں دیکھا اور خدا کی قسم! آپ کے والدِ گرامی کے بعد لوگوں میں سے کوئی بھی مجھے آپ سے بڑھ کر عزیزو پیارا نہیں۔ (مُتدرک، ج ۴، ص ۱۳۹، حدیث: ۴۷۸۹)

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی کپڑے دیئے:

ایک موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے بیٹوں کو کپڑے عطا فرمائے مگر ان میں کوئی ایسا لباس نہیں تھا جو حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق ہو تو آپ نے ان کے لئے یمن سے صی لباس منگوا کر پہنانے، پھر فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا ہے۔ (ریاض النصرة، ج ۱، ص ۳۴۱)

وظیفہ بڑھا کر دیا:

یوں ہی جب حضرت سیدنا فارق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے وظائف مقرر فرمائے تو حضرت حَسَنَ مَبِیْلِ کَرِیْمَہ مبیا کے لئے رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی تسبیح۔ داری کی وجہ سے اُن کے والد حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ کے برابر حصہ مقرر کیا، دونوں کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم وظیفہ رکھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۲۵۹)

**حضرت امیر معاویہ کی اہل بیت سے محبت:**

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ کے چند بھی شہید میں ابو سعیان (یعنی ہم لوگوں) سے بہتر ہیں۔ (الناہییہ، ص ۵۹)

آپ نے حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ اور اہل بیت کے زبردست فضائل بیان فرمائے۔ (تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۴۱۵)

آپ نے حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ کے فیصلے کو فلذ بھی کیا اور علمی مسئلے میں آپ سے زوجع بھی کیا۔ (سنن الکبیری للسیحقی، ج ۱۰، ص ۲۰۵، مؤطلا مالک، ج ۲، ص ۲۵۹)

ایک موقع پر آپ نے حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ ارصادی سے تقاضا کر کے حضرت علیؓ رضی کَرِمَ اللہ وَجَہَ الْکَرِيمَ کے فضائل سنے اور روتے ہوئے دعا کی: اللہ پاک ابو الحسن پر رحم فرمائے۔ (الایتیحاب، ج ۳، ص ۲۰۹)

یوں ہی ایک بار حضرت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ آبا و الحباد، چچا و پھوپھی اور ماموں و غالہ کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ (القد افرید، ج 5، ص 344)

آپ ہم شکلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے حضرت امام حسن کا احترام کرتے تھے۔ (مراء الناجی، ج 8، ص 461)

ایک بار آپ نے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی علمی مجلس کی تعریف کی اور اُس میں شرکت کی ترغیب دلائی۔ (تاریخ ابن عساکر، ج 14، ص 179)

### اہل بیت کی خدمت میں نزارے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالانہ وظائف کے علاوہ مختلف مواقع پر حضرت حسین کَرِيمَین کی خدمت میں پیش بہانہ رانے پیش کئے، یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے، آپ نے کبھی پانچ ہزار دینار، کبھی تین لاکھ درہم تو کبھی چار لاکھ درہم حتیٰ کہ ایک بار 40 کروڑ روپے تک کا نذرانہ پیش کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 4، ص 309، طبقات ابن سعد، ج 6، ص 404، مجموٰ الصحاب، ج 4، ص 370، کشف الحجب، ص 77، مراء الناجی، ج 8، ص 460)

### حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اہل بیت سے محبت:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الشرف البدال، محمد، ص 92)

نیز آپ فرمایا کرتے تھے: اہل مدینہ میں فیصلوں اور وراشت کا سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیت حضرت علی گَرْمَ الله وجَهَ الکریم کی ہے۔ (تاریخ اخلفاء، ص 135)

### حضرت ابو ہریرہ کی اہل بیت سے محبت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جب بھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو فرطِ محبت میں میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (مسند امام احمد، ج 3، ص 632)

### پاؤں کی گرد صاف کی:

ابو مزم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازے میں تھے تو کیا دیکھا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے کپڑوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاؤں سے مٹی صاف کر رہے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 4، ص 407)

### حضرت عمر بن عاص کی اہل بیت سے محبت:

عمر بن حزیث رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے سامنے میں تشریف فرماتھے، اتنے میں آپ کی نظر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا: اس وقت آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص یہی ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج 14، ص 179)

الْهَذَا هُمْ بَھِي چاہئے کہ سادتِ کرام اور ملِّ رسول کا بے حدادب و احترام کریں، ان کی صُکُوری و ریات کا خیال رکھیں، ان کا ذکر خیر کرتے رہا کریں اور اپنی اولاد کو اہل بیت و صحابہ کرام کی محبت و احترام سکھائیں۔

نمبر 4: چوتھی لازم اور ضروری چیز امر بالمعروف و نهى عن المنکر کا ذہن:

امت مسلمہ صرف، کلمہ گو جماعت نہیں بلکہ داعی الی الخیر بھی ہے۔ یہ اس کے دینی فرائض میں داخل ہے کہ بنی نوع انسان کی دنیا کی سرافرازی اور آخرت کی سرخروئی کے لیے جو بھی بھلے کام نظر آئیں، بنی آدم کو اس کا درس اور اس کی مخالف سمت چلنے سے ان کو روکے۔ اس فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنی نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا فرض ہے کہ کلمہ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کو روکنے میں اپنی ممکن حد تک پوری کوشش صرف کرے۔ ایمان باللہ کے بعد دینی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا فریضہ انجام دینا سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

اللَّهُرَبُ الْعَزَّةِ نَفَادَ فِيمَا يَكُونُ خَيْرٌ أُمَّةٍ اخْرَجَتْ لِلْفُلْ تَأْمُرُونَ يَلْهُ عَرْفٌ وَ تَنْهَوْنَ عَنْ لَهُ نُكْرٍ وَ تُؤْمِنُونَ يَا لِلَّهِ لَوْ أَمَنَ أَهْلُ الْكِتَبِ لَكُفَّرَ خَيْرُ الْهَمَّ مِنْهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوْنَ وَ أَكْثُرُهُمُ الْفَسِيقُونَ (۱۱۰)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب (بھی) ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور ان کی اکثریت نافرمان ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: يُوْمُنُونَ يَا لِلَّهِ وَالْيَوْمُ لَا إِخْرَوْ يَأْمُرُونَ يَلْهُ عَرْفٌ وَ يَنْهَوْنَ عَنْ لَهُ نُكْرٍ وَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرِ طَوْأُولَيْتَ مِنَ الصَّلِيْعِينَ ۝

ترجمہ: وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

معاشرے کی برا ایسوں کو روکنے کے تین درجے ہیں۔

عَنْ بَيْلِ سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَغْيِرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسْأَلْهُ مِنْهُ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَقْرَأْ فِي قُلْبِهِ وَذَلِكَ طَهْرٌ لِإِيمَانِهِ .

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل میں براجانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (آخر جه مسلم کتاب الإيمان، باب یات کوئن النهي عن المنکر من الإيمان، 1/69، الرقم 49).

نمبر 5: بری صحبت سے بچنا:

یہ بات بالکل عین حقیقت ہے کہ انسان سب سے زیادہ اپنے دوستوں کا اثر قبول کرتا ہے جس طرح ہوا پھولوں سے گزرتی ہے تو اپنے ساتھ خوبصوراتی ہے اسی طرح گندگی کے ڈھیر سے گزرتی ہے تو اپنے ساتھ بدبو لے آتی ہے۔  
برے دوست کی سنگت اور صحبت انسان کے لیے شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے اور بد عقیدہ کی دوستی اور صحبت برے دوست اور شیطان لعین سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تم لوگوں کے ساتھ پھر منتقل کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ برے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر حل وہ کھاؤ۔

فارسی کا مشہور مقولہ ہے کہ صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالع ترا طالع کند۔  
ابن حیث لوگوں کی صحبت لوگوں میں تغیر سوچ پیدا کرتی ہے اور نیک کاموں کی طرف مائل کرتی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ اور صحابیات کی شخصیت ستاروں کی مانند پروان چڑھی جو رہتی دنیا تک مشعل را ہے۔

#### نمبر 6: وسوسوں سے بچنا:

شیطان لعین کا سب سے پہلا کام یقین کی جڑ کا ٹندا اور اس کی جگہ شک کا نیچ بودینا ہے شیطانی عمل کی ابتدائیہیں سے ہوتی ہے اور جب اسی میں لگا رہتا ہے تو وہ بے مقصد سوالات پر سوالات اٹھاتا چلا جاتا ہے اس صورتحال میں بندہ اس دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے نتیجہ یہ لکلتا ہے کہ وہ بد نصیب شخص سیدھے راستے سے بھٹک جاتا ہے اس وسو سے منزل کی جانب اس کا سفر رک جاتا ہے اور وہ ہر وقت وسوسوں میں ہی مبتلا رہتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ذریعے سوچ کو بد لیں اور وسوسوں کی جگہ یقین کو مستحکم کریں اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے، بنا بیار لlnas وہا و موعظة لالمتقین.

ترجمہ: یہ قرآن واضح بیان ہے لوگوں کے لیے اور ہدایت ہے اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے جو سوچ قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے وہی سوچ حق ہے اس کے علاوہ کیوں کب اور کیسے سے متعلق جو بھی سوچ آئے گی وہ شیطانی وسوسہ ہو گا اور ایمان کے خلاف ہو گا لہذا استقامت دین کے لئے وسوسوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔

#### نمبر 7: اہل حق کے واسطے تربیت کا اہتمام ہونا:

اہل حق کے واسطے تربیت کا اہتمام ہونا بے حد ضروری اور لازمی چیز ہے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا نوْذَكْرُ فَلَا  
الذِّكْرُ إِنْفَعٌ لِمَوْهِينَ -

ترجمہ: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دیتا ہے۔  
اس لیے ہر معاشرے اور سوسائٹی میں اہل حق کی تربیت کے واسطے ہفتہ وارانہ محفل منعقد کر کے روز مرہ کے مسائل سے انہیں آگاہ کرتے رہیں۔

محمد آزاد مصباحی، نماینده حضور شیخ الاسلام والمسلمین  
خطیب و امام حسینی مسجد

و

صدر المدرسین

مدرسة حسینیہ فیض غریب نواز

سرخیز، احمد آباد (گجرات)

موباکل نمبر: 7524944359